اسلام آباد کے معروف صاحب تصانیف علمائے مستالیہ

راجہ نور محمد نظامی

اسلام آباد شہر میں شاہراہ کشمیر کے مشرق میں سیکٹر ایچ۔۱۰، احاطہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی جس کے ساتھ ہی پی، ٹی، وی۔ ٹو کی عمارت واقع ہے، یہ کبھی موضع مستال شریف تھا، جو ۱۹۶۰ء کے اسلام آباد ماسٹر پلان سے قبل تحصیل وضلع راولپنڈی میں راولپنڈی شہر سے شمالی مغرب کی طرف ڈھائی میل کے فاصلے پر تھا، آج سے تقریباً ایک سو چالیس سال قبل اس گاؤں کے مکینوں کی درخواست پر حضرت مولانا خواجہ محمد امین عثمانی نقشبندی مجددی موضع روپڑ کلاں، تھانہ چونترہ، علاقہ سواں، ضلع کیمبل پور سے موضع مستال تشریف لائے اور آپ کی آمد کے باعث ''مستال'' مستال شریف بن گیا۔ آپ اور اپ کے فرزند حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی نقشبندی مجددی نے علم وعرفان درس وتدریس، وعظ، تبلیغ اور تصنیف وتالیف میں بڑی گراں قدر خدمات سرانجام دیں، اور عربی، فارسی، اُردو اور پنجابی زبان وادب کی بھی بڑی خدمت کی۔ اس خاندان کی تصنیفی اور تالیفی خدمات کے ساتھ ساتھ حالات وواقعاتِ زندگی کا مختصر سا جائزہ پیش خدمت ہے۔

حضرت مولانا خواجہ محمد امین عثمانی مستالوی:۔

آپکا نسبی تعلق حضرت عثمان بن عفانؓ خلیفہ سوئم سے ہے۔ آپکے اجداد مدینہ منورہ سے مصر، وہاں سے بغداد اور پھر وہاں سے موضع شہلال، خطہءِ کشمیر میں آ کر آباد ہوئے[1]۔ آپ کے والد گرامی حضرت مولانا خواجہ شیخ احمد جی بن عبدالقادر بن محمد شریف بن حبیب اللہ بن عطاء اللہ بن محمد سیف بن عبدالرزاق بن مولانا محمد اسحاق بن غیاث الدین بن عبدالوہاب عثمانی قریشی[2] موضع شہلال سے حصول علم کی خاطر پنجاب کے علاقہ پوٹھوہار میں تشریف لائے اور تحصیل علم کے بعد موضع روپڑ کلاں، علاقہ سواں تھانہ چونترہ ضلع کیمبل پور (حال تحصیل وضلع راولپنڈی) میں مقیم ہو گئے۔

آپ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت مولانا خواجہ ہادی محمد نامدار شاہ نتھیالوی [۳] کے فیض یافتہ اور خلیفہ مجاز تھے۔ عمر بھر اتباع شریعت اور عبادت وریاضت کے ساتھ ساتھ درس وتدریس اور اصلاح مخلوق خدا میں مصروف رہے۔ آپ ۱۴، شوال ۱۲۸۴ھ /۸، فروری ۱۸۶۸ء کو فوت ہوئے اور موضع روپڑ کلاں ہی میں دفن ہوئے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔ حضرت مولانا خواجہ فقیر محمد عثمانی (متوفی ۱۵، شوال ۱۳۱۵ھ)، حضرت مولانا خواجہ حبیب اللہ عثمانی (متوفی ۱۹، ربیع الآخر ۱۳۲۵ھ /۲۲، مئی ۱۹۰۸ء)، حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد امین عثمانی مستالوی جن کا اوّل الذکر دونوں فرزند موضع روپڑ کلاں میں ہی مقیم رہے اور وہیں فوت ہوکر دفن ہوئے۔ جبکہ تیسرے فرزند حضرت مولانا خواجہ محمد امین عثمانی مستالوی جس کا ادب ذکر آ چکا ہے، موضع مستال میں تشریف لے آئے تھے [۴]۔

حضرت مولانا خواجہ حافظ محمد امین عثمانی بانی خاندانِ مستالیہ موضع روپڑ میں پیدا ہوئے آپ نے علوم مروجہ کی تعلیم والد گرامی اور پنجاب کے بعض دیگر علماء سے حاصل کی۔ دورہ حدیث مولانا عبدالرحمٰن پانی پتی [۵] سے پڑھا۔

سند حدیث کی عبارت درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،الحمدللہ رب العالمین و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ و علیٰ آلہٖ و اصحابہ اجمعین۔ اما بعد ی گوید بندہ عبدالرحمٰن بن محمد کہ مولوی محمد امین سلمہ القوی المعین از ین جانب اجازت روایت کتب حدیث وغیرہ خواستند۔ اگر چہ من قابل این منصب نہ بودم، می گوید کہ ایشاں را اجازت است کہ روایت کتب حدیث از بندہ بکنند و مواضع مغلقہ و مشتبہ را از شروح وحواشی کتب حدیث اہل سنت حل میکردہ باشد و در تصحیح الفاظ و تشخیص معانی مخالف جمہور اہل سنت نہ کنند و از عقائد و اعمال اہل ہوا مجتنب بود، اتباع رسول صلی اللہ علیہ و سلم را ملتزم باشد و خیر خواہی خدا و رسول و اہل اسلام شعار خود سازند۔ اللہ تعالیٰ معین باد، و این حقیر از معقول و منقول (و؟) تحصیل سند از اساتذہ کثیر کردہ کہ اجل و افضل ایشاں یگانہ آفاق حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق قدس سرہ، ہستند و ایشاں از جد مادری خود مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اخذ سند کردہ و ایشاں از والد ماجد خود حضرت مولانا شاہ ولی اللہ قدس سرہ الی آخر سند المشہورہ و آخر دعونا الحمدللہ رب العالمین۔

العبد المذنب عبدالرحمان

تحریر ۵ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ، یوم الخمیس

مہر ۱۲۴۳ء

عبدالرحمان

حضرت مولانا خواجہ محمد امین عثمانی حافظِ القرآن، عالم با عمل، مدرس، محدث، عظیم صوفی، مصنف اور شاعر تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد گرامی کے فیض یافتہ، خلیفہ مجاز اور سجادہ نشین تھے۔ بروز ہفتہ ۲ شوال ۱۳۱۸ء / جنوری ۱۹۰۱ء کو فوت ہوئے اور اپنے مسکن موضع متال شریف میں دفن ہوئے۔ آپ کی اولاد میں دو صاجزادے تھے،

۱۔ حضرت مولانا خواجہ عبدالحی عثمانی ۲۔ حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی[۶]۔

آپ کے علمی آثار میں دو کتب دستیاب ہیں۔

۱۔ زاد الامین لاھل الیقین۔ ترقیمہ میں اس کا نام "گلقند در مسائل طریقہ نقشبند" بھی تحریر ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ کے مسائل پر بہت عمدہ اور اعلیٰ کتاب ہے جو سوال و جواب کے انداز میں تحریر کی گئی ہے۔ کتاب فارسی میں لکھی گئی ہے لیکن عبارت کے اندر جا بجا عربی، اُردو، پنجابی کے حوالہ جات اور اشعار لکھے گئے ہیں۔ کتاب کی ابتدا میں ایک مہر لگی ہوئی ہے، جس میں نام محمد امین اور تاریخ ۱۲۹۸ھ تحریر ہے۔ ۴۹۰ صفحات پر مشتمل کتاب ابھی نامکمل تھی کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ کتاب بہت خوش خط لکھی گئی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مولانا مظہر علی، سجادہ نشین متال شریف کے کتب خانہ میں موجود ہے، لیکن حال ہی میں مطبع ذاٹ پرنٹنگ، راولپنڈی کی کوشش سے سے یہ کتاب طبع ہو گئی ہے، جو قلمی نسخہ کی عکسی اشاعت ہے۔

۲۔ "تحفہ احمدیہ"، منظوم پنجابی، مطبوعہ لکشمی آرٹ پریس راولپنڈی، ۱۹۲۹ء، حالات و واقعات اور خوارق عادات زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شیخ احمد جی روپڑی قدس سرہ العزیز، ایک فراقیہ غزل در ھجر و فراق

خواجہ شیخ احمد جی روپڑی، حضرت خواجہ محمد نامدار شاہ، نتھیالوی (اٹکی) اور آپ کے خلفاء کا ذکر، حضرت خواجہ شیخ محمود پنڈوڑوی اور آپ کے خاندان کا ذکر مع تواریخ وفات، حضرت خواجہ خان عالم بائدلی ضلع گجرات اور مولانا مولوی عبد الصمد مئولف مشنوی تحفہ آلعاشقین ء ذکر چار عددی حرفی مئولف خط مئولف بجانب میاں فیض علی، مدح حضرت شیخ قدس فرہ از قاضی مساح والہ، شجرہ ءنقشبندیہ، مجددیہ، دعائے مصتاصر عربی مع اُردو ترجمہ، دعاء جزب البسم عربی مع اُردو ترجمہ دعاء اختتام عربی مع اُردو ترجمہ، زکوۃ حزب البسم اُردو وبعض وظائف مراقبہ اس کتاب میں شامل ہیں۔

حضرت مولانا خواجہ محمد عبد العلی عثمانی:۔

حضرت مولانا خواجہ محمد عبد العلی عثمانی بن حضرت مولانا خواجہ محمد امین عثمانی موضع مستال میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی، اعلیٰ تعلیم کے لئے اپنے زمانہ کی مشہور علمی درسگاہ، مدرسہ بھوئی گاڑ تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک تشریف لے گئے، وہاں دیگر علماء کرام کے علاوہ امام العلماء حضرت مولانا مفتی غلام ربانی قریشی [۸] سے تعلیم حاصل کی۔ یہاں آپ کے ہم درس طلبا میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری محدث دارالعلوم دیو بند [۹]، مولانا مفتی محمد حسن، بانی جامعہ اشرفیہ، لاہور [۱۰] اور مولانا عبدالحکیم ہزاروی [۱۱] جیسی مشاہیر شخصیات شامل تھیں۔ کچھ عرصہ اپنے استاد محترم کے ہمراہ مدرسہ خانقاہ مولانا محمد علی مکھڈ، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک میں بھی بغرضِ تعلیم قیام رہا۔ فراغت کے بعد اپنی آبائی درس گاہ موضع مستال میں مسند علم ورس کو رونق بخشی۔ درس و تدریس کے ساتھ ساتھ فتویٰ نویسی بھی کرتے تھے۔ تفقہ فی الدین کی بدولت مرجع عوام وخواص تھے اور دور دور سے لوگ آپ کے پاس فتویٰ لینے کے لئے آتے۔ ساری زندگی سیاسی ہنگاموں سے کنارہ کش رہے۔ آپ کا اوڑھنا، بچھونا کتابیں اور صرف کتابیں تھیں۔ آپ نے فقہ کے موضوع پر ایک بہترین کتب خانہ فراہم کر رکھا تھا جس میں نادر اور عمدہ کتابیں موجود تھیں۔ آپ نایاب کتب کی نقلیں خود تیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فن خوش نویسی سے بھی بہرہ مند فرمایا تھا۔ ایک روایت کے مطابق دارالعلوم دیو بند

کے شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری اپنے وطن کشمیر میں آئے ہوئے تھے کہ آپ کو ایک کتاب کی ضرورت پڑ گئی۔ جب وہ کہیں سے دستیاب نہ ہو سکی تو آپ کشمیر سے بطور خاص راولپنڈی تشریف لائے اور آپ کو کتب خانہ مستالیہ سے وہ کتاب مل گئی۔علامہ کشمیری نے جب آپ کا کتب خانہ دیکھا تو حیران رہ گئے۔

۱۳۲۵ھ/۱۹۰۷ء میں پنجاب میں وبائی مرض طاعون کی بیماری پھیلی جس سے ہزاروں افراد لقمہ اجل ہو گئے۔ بستیاں ویران ہو گئیں۔اس دوران طاعون زدہ مقام سے خروج اور عدم الخروج کے بارے میں آپ اور حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ[۱۲] گولڑہ شریف کے درمیان اختلافات رہے اور اس موضوع پر دونوں طرف سے بہت کچھ لکھا گیا۔ آپ کی دو تصانیف (ا) عدم الخروج من مقام الطاعون، (۲) الطاعون لمن اجاز الفرار عن الطاعون موجود ہیں[۱۳]۔

سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں آپ اپنے والد ماجد کے فیض یافتہ اور مجاز تھے، تاہم آپ کو اپنے عم محترم حضرت مولانا خواجہ محمد حبیب اللہ عثانی رؤری سے بھی تعلق ارادت حاصل تھا، جنہوں نے آپ کو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں درج ذیل تحریری اجازت نامہ بھی مرحمت فرمایا تھا:۔

> بسم اللہ الرحمان الرحیم : مسمی مولوی عبد العلی ولد حافظ محمد امین رحمتہ اللہ علیہ نزد فقیر آمدہ اجازت طریقت خواست ، بندہ از والد خود خواجہ احمد جی صاحب اجازت داشت ، واوشاں از حضرت تھیالوی و اوشاں از حضرت تیراہی علی ہذا القیاس تا آخر سلسلہ کہ ابا بکر صدیقؓ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میسر سد و نیز اجازت از حضرت تیراہی دارم بخوشی خود بہ مسمی مذکور اجازت ہر چہار طریق کہ ایں چنین از پیران خود دارم، وادم، خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کہ اکثر اجرائش کردم، بشرطیکہ بر شرع شریف قائم و بر گفتہ فقراء قائم باشد۔ ایں الفاظ برائے سند نوشتہ کردم کہ یاداشت باید۔ واللہ یہدی من یشاء الی صراطِ مستقیم۔
>
> فقیر حبیب اللہ بزبان خود اجازت داد[۱۴]

مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی نقشبندی مجددی مستالوی نے بروز ۲۵/ربیع الآخر ۱۳۶۲ھ / یکم مئی ۱۹۴۳ء کو وفات پائی اور موضع مستال میں دفن ہوئے۔

حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی مستالوی کی اولاد میں دو صاجزادیاں اور تین صاجزادے تھے۔ صاجزادوں کے نام یہ ہیں۔ حضرت مولانا حکیم اصغر علی[۱۵] عثمانی، حضرت مولانا ذوالفقار علی (متوفی ۳، ستمبر ۱۹۷۵ء) اور حضرت مولانا حافظ ناظر علی۔

حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی اپنے وقت کے نامور شیخ الطریقت، جید عالم، فقیہ، خوش نویس، بلند پایہ شاعر اور صاحب تصانیف تھے۔

آپ کے علمی آثار میں سے درج ذیل کتب دستیاب ہیں۔

۱۔ استفتاء نامہ المعروف فتاویٰ مستالیہ (قلمی)، کتب خانہ مستالیہ، جامع مسجد روڈ راولپنڈی[۱۶]۔ ڈاکٹر سفیر اختر اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ کا اصلی کارنامہ "فتاویٰ مستالیہ" ہے جو ہنوز زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوا۔ اگر یہ "مجموعہ فتاویٰ" شائع ہو جائے تو فقہ حنفی کے موضوع پر ایک اچھا اضافہ ہوگا[۱۷]۔

۲۔ فرائض محمد عبدالعلی، منظوم، فارسی، قلمی، فقہ کے موضوع پر ہے، سال تالیف ۱۳۳۳ھ کتب خانہ مستالیہ، جامع مسجد روڈ، راولپنڈی۔

۳۔ الطاحون، (السیف الصارم المسلول علیٰ من حرف کلام اللہ والرسول الملقب بہ الطاحون عن اجاز الفرار عن الطاعون)، کتاب اُردو میں ہے لیکن عربی و فارسی کے حوالہ جات بھی اس میں موجود ہیں حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑہ کے ساتھ آپ کو جو اختلافات طاعون زدہ مقام سے فرار کے متعلق تھے، ان کے حوالے سے آپ نے اپنا موقف ۹۰ صفحات پر مشتمل کتاب کی صورت میں تحریر فرمایا۔ اس پر چھچھ، ہزارہ، اٹک، پوٹھوہار، پشاور، کشمیر، گجرات، پنجاب،

دہلی، دیوبند اور لکھنو کے تقریباً ڈیڑھ سو علماء کے تائیدی اور تصادیق موجود ہیں۔ان علماء میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں: مولانا مفتی عزیز الرحمن، دارالعلوم دیوبند؛ مولانا غلام رسول ہزاروی، مدرس دارالعلوم دیوبند؛ مولانا عبدالباری، فرنگی محل لکھنو؛ مولانا عبدالجبار غزنوی، امرتسر؛ مولانا عبدالمنان، وزیر آباد؛ مولانا محمد نور، مسجد قاسم علیخان، پشاور؛ مولانا قطب الدین غورغشتی، چھچھ؛ اور مولانا قاضی محمد فضل حق شمس آباد اٹک۔ یہ کتاب مطبع راولپنڈی پریس، شہر راولپنڈی سے ۱۹۰۸ء میں طبع ہوئی۔اس کا ایک نسخہ راقم کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔

۴۔عدم الخروج من مقام الطاعون، فارسی، مطبوعہ مطبع راولپنڈی پریس شہر راولپنڈی ۱۳۲۵ھ۔اس سولہ صفحات کے کتابچہ میں ایک فتویٰ ہے جس کا سوال ہے ''چہ میفر مایند علمائے دین ومفتیان شرع متین در گریختین از طاعون وغیرہ آیا فرار از آنہا جائز است یا نہ؟ بینوا توجروا''۔اس کے جواب میں قرآن وسنت، اقوال فقہاء وصوفیہ الصافیہ کے حوالہ جات سے ثابت کیا گیا ہے کہ طاعون زدہ مقام سے فرار جائز نہیں ہے۔اس میں برصغیر پاکستان وہند کے اُس زمانہ کے بہت سے مشاہیر علمائے کرام کے تصدیقی اور تائیدی فتوی موجود ہیں۔

حوالہ جات

۱۔مولانا خواجہ محمد امین مستالی، *تحفہ احمدیہ*، مطبوعہ لکشمی آرٹ سٹیم پریس، راولپنڈی، ۱۹۲۹ء، ص ۸۵۔

۲۔*ایضاً*، *زادوالامین لاھل الیقین*، ذات پرنٹنگ، راولپنڈی، ۲۰۰۵ء، شجرہ نسب۔

۳۔حضرت مولانا خواجہ ہادی محمد نامدار شاہ مشہور شیخ طریقت اور جید عالم تھے، پنجاب اور سرحد کے علماء سے علوم ظاہری کی تعلیم حاصل کی۔سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں حضرت خواجہ نور محمد فاروقی تیراہی، چورہ شریف، ضلع اٹک کے مرید اور خلیفہ تھے۔آپ کے مشہور خلفاء میں حضرت مولانا خواجہ شیخ احمد جی روڑ کلاں کے علاوہ حضرت سید چنن شاہ آلومہار شریف، ضلع سیالکوٹ، حضرت شیخ محمود، پنڈوڑہ، راولپنڈی شہر، جیسی شخصیات تھیں۔۷، جمادی الاولیٰ ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء میں فوت ہوئے اور موضع نتھیال نزد کھندہ بسال ضلع اٹک میں فرار ہے۔دیکھئے *جواہر نقشبندیہ*، از محمد یوسف مجددی مکتبہ انوار مجددیہ، فیصل آباد، ۱۹۹۰ء، ص ص ۳۸۸۔۳۸۹۔

۴۔اختر راہی، تذکرہ علمائے پنجاب، مکتبہ رحمانیہ، اُردو بازار، لاہور، ۱۴۰۰ھ، جلد دوئم، ص ۶۳۷۔تحفہ احمدیہ، دیباچہ، ص، ج۔د، زاد الامین لاھلی الیقین، حالات مصنف؟ مقصود احمد صابری، تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، رضا پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۰۳ء، ص ص ۱۰۷۔۱۰۸۔

۵۔مولانا شیخ قاری عبد الرحمٰن بن محمد انصاری پانی پتی نے سید امام الدین امروہوی، والد ماجد اور علامہ رشید الدین دہلوی، مولانا ملوک علی نانوتوی سے علوم مروجہ کی تحصیل کی۔دورۂ حدیث شاہ محمد اسحاق دہلوی سے مکمل کیا۔باندا علاقہ بندھلکھنڈ کے نواب ذوالفقار الدولہ کے ہاں بڑا عرصہ رہے۔آپ سے چند رسائل یادگار ہیں۔۵، ربیع الثانی، ۱۳۱۴ ہجری کو پانی پت میں رحلت فرمائی۔بحوالہ چودھویں صدی کے علمائے برصغیر، ترجمہ نزھۃ الخواطر، جلد ھشتم، تصنیف سید عبدالحی وسید ابوالحسن علی ندوی، ترجمہ انوار الحق قاسم، مطبوعہ علمی گرافکس، کراچی، ۲۰۰۴ء، ص ص ۳۲۹۔۳۳۰۔

۶۔ تذکرہ علمائے پنجاب، جلد دوئم، ص ص ۶۳۷۔۶۳۹؛ زاد الامین لاھل الیقین؛ تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، ص ۱۰۹۔

۷۔مدرسہ بھوئی گاڑ برصغیر پاک وہند کی قدیم ترین درسگاہوں میں سے ہے۔زمانہ قدیم سے لے کر آج تک بے شمار مشاہیر علماء ومشائخ نے یہاں سے تعلیم حاصل کی۔

۸۔حضرت مولانا مفتی غلام ربانی قریشی بن مولانا قاضی امیر حمزہ قریشی، بھوئی گاڑ، تحصیل حسن ابدال، ضلع اٹک کے مشہور علمی خاندان کے فرد تھے۔ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ میں حاصل کی اور دورۂ حدیث مولانا احمد سکندر پوری ہزاروی فاضل دیوبند سے پڑھا۔سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں خواجگان مکھڈ کے فیض یافتہ تھے۔اپنے وقت کے نامور مفتی، جید عالم، مدرس اور حکیم تھے۔۱۱، جمادی الاوّل ۱۳۴۹ھ / ۱۹۳۰ء میں فوت ہوئے اور بھوئی گاڑ میں دفن ہوئے۔بحوالہ چشمہ حیات، تصنیف محمد عیسیٰ گورمانی، ناشر دار العلوم اتہڑی جنوبی ڈیرہ غازی خان، س۔ن، ص ۱۲۵؛ تذکرہ علماء ومشائخ اٹک، راجہ نور محمد نظامی (قلمی)، راجپوت دار الکتب، بھوئی گاڑ۔

۹۔علامہ سید محمد نور شاہ کشمیری، ۱۲۹۲ھ / ۱۸۷۶ء میں کشمیر میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم صوفی پورہ کشمیر میں مولانا غلام محمد بھوئی گاڑ اٹک میں مولانا مفتی غلام ربانی قریشی سے حاصل کی۔اعلیٰ تعلیم دار العلوم دیوبند میں مولانا محمد الحسن اور مولانا رشید احمد گنگوہی سے حاصل کی۔ساری زندگی درس وتدریس اور تصنیف اور تالیف میں گزاری۔دار العلوم دیوبند اور جامعہ ڈابھیل میں حدیث شریف پڑھاتے رہے۔۱۳۵۲ھ / ۱۹۳۳ء میں فوت ہوئے۔بحوالہ مشاہیر علمائے دیوبند، از فیوض الرحمٰن جدون، مطبوعہ العالمین پریس، لاہور، ۱۳۹۶ھ، ا۔ج، ص ص ۴۸۳۔۴۸۴؛ تجلیات مہر انور، از شاہ حسین گردیزی، مطبوعہ گداز پریس، سر سلیمان روڈ، کراچی، ۱۹۹۲ء، ص ۸۹۰۔

۱۰۔ مولانا مفتی محمد حسن، موضع مل پور، نزد حسن ابدال، ضلع اٹک میں ۱۸۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مل پور، بھوئی گاڑ، سنگ جانی ضلع راولپنڈی، اکھوڑی ضلع اٹک، مکھڈ شریف، ڈھینڈہ ہزارہ اور مدرسہ غزنویہ امرتسر میں حاصل کی۔ دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند سے کیا۔ حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے اجلّ خلفاء میں سے تھے۔ مدرسہ نعمانیہ امرتسر اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں پڑھاتے رہے۔ ۱۳۸۰ھ / یکم جون ۱۹۶۱ء میں فوت ہوئے۔ بحوالہ *مشاہیر علمائے دیوبند*، جلد اوّل، ص ۴۸۸۔۴۹۰؛ *آسمانِ امت*، از قاضی شمس الدین احمد قریشی، ناشر مدرسہ اشرفیہ، حسن ابدال، ۱۹۸۴، ص ۹۔

۱۱۔ مولانا عبدالحکیم بن مولانا عبدالمجید کوٹ نجیب اللہ ضلع ہری پور ہزارہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھوئی گاڑ، امروٹ (سندھ)، بدایوں اور ٹونک ہندوستان میں حاصل کی، دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند میں مفتی شبیر احمد عثمانیؒ سے پڑھا۔ ساری زندگی اپنے گاؤں میں پڑھاتے رہے۔ ۱۳۷۹ھ/۱۹۵۹ء میں وصال ہوا۔ بحوالہ *تجلیات مہر انور*، ص ص ۱۸۸، ۴۰۲۔

۱۲۔ حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گولڑہ، بھوئی گاڑ، میکی ڈھوک، تحصیل فتح جنگ، انگہ ضلع سرگودھا، کانپور اور علی گڑھ ہندوستان میں حاصل کی دورۂ حدیث کی تحصیل مولانا احمد علی محدث سے سہارنپور میں کی۔ سلسلۂ چشتیہ نظامیہ میں حضرت مولانا خواجہ شمس الدین سیالوی کے اجلّ خلفاء میں سے تھے۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ مشہور مناظر بھی تھے۔ آپ نے مرزا قادیانی کے فتنے کے خلاف بڑا کام کیا۔ ۱۳۵۶ھ/۱۹۳۷ء میں وصال ہوا۔ بحوالہ *مہر منیر*، از فیض احمد مولوی، مطبوعہ پاکستان انٹرنیشنل پرنٹر مغلپورہ، لاہور، ۱۹۷۳ء۔

۱۳۔ ملاحظہ ہو *تجلیات مہر انور*، ص ۱۸۸؛ *تذکرہ علمائے خانپور*، از قاضی محمد عبداللہ، مطبوعہ زاہد بشیر پرنٹر، لاہور، ۱۴۰۵ھ، ص ۴۱؛ *رسالہ عدم الخروج میں مقام الطاعون*، اور *کتاب الطاعون*، تصانیف مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی۔

۱۴۔ *تذکرہ علمائے پنجاب*، ج ۲، ص ۶۹۴ بحوالہ ماہنامہ *المعارف*؛ لاہور بابت اکتوبر ۱۹۷۶ء ص ۲۷۔

۱۵۔ مولانا حکیم اصغر علی عثمانی بن حضرت مولانا خواجہ محمد عبدالعلی عثمانی موضع مستال میں پیدا ہوئے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم والد گرامی کے زیر سایہ حاصل کی۔ سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ میں والد گرامی کے مجاز اور جانشین تھے لیکن خانقاہِ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ کندیاں ضلع میانوالی کے حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ سلیم پوری، فاضل دیوبند سے بھی بعیت تھے اور اُن کے وصال کے بعد مخدوم المشائخ حضرت مولانا ابوالخلیل خان محمد مدظلہ العالی امیر عالمی تحریک ختم نبوت سے بعیت کی اور آپکی سجادہ نشینی کے وقت بھی موجود تھے۔ جامع مسجد المینار حنفیہ، تالاب پختہ بنی محلّہ راولپنڈی کے امام و

خطیب تھے، طب ذریعہ معاش تھا۔ اپنے وقت کے جید عالم، شیخ الطریقت اور مدرس تھے۔ آپ کا زیادہ وقت علماء مشائخ اور درویشوں کی محبت میں گزرتا تھا۔ آپ کی وفات بروز جمعرات ۶، ذی القعدہ ۱۴۱۱ھ /۹، مئی ۱۹۹۱ء بوقت مغرب ہوئی اور مستال شریف میں دفن ہوئے آپ کے چار فرزند تھے (۱) مولانا حافظ مظہر علی عثمانی (۲) صاجزادہ اظہر علی عثمانی (۳) صاجزادہ محمد اظفر علی عثمانی (۴) صاجزادہ حافظ ناظر علی۔ بحوالہ تذکرہ اولیائے پوٹھوہار، ص ۱۱۰؛ تاریخ وتذکرہ خانقاہ سراجیہ نقشبندیہ مجددیہ، مطبوعہ اشتیاق، مشتاق پرنٹنگ پریس، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۲۹۹۔

۱۶۔ محمد حسین تسبیحی، کتابخانہ ھائی پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۷۷ء، جلد اوّل، ص ۶۴۔

۱۷۔ تذکرہ علمائے پنجاب، بحوالہ سابقہ، ص ۶۹۵۔

۱۸۔ کتابخانہ ھائی پاکستان، بحوالہ سابقہ، ص ۶۵۔